قارئین کے سوالات

غلام مصطفٰے ظہیر امن پوری

سوال نمبر ا کیا ایامِ مخصوصہ سے پاک ہونے کے بعد غسل سے پہلے صحبت داری درست ہے ؟

جواب : اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

(وَيَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰی يَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ)(البقرۃ ٢٢٢)

"وہ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، فرمادیجئے کہ وہ ناپاکی ہے، تم دورانِ حیض عورتوں سے علیحدہ رہو(جماع نہ کرو)، پاک ہونے تک(جماع کی نیت سے) ان کے قریب نہ جاؤ، جب وہ (نہا کر) اچھی طرح پاک ہو جائیں، تو حکمِ الٰہی کے مطابق ان کے پاس آؤ"

حافظ ابن کثیررحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وقد اتّفق العلماء علیٰ أنّ المرأۃ إذا انقطع حیضھا لا تحلّ حتیٰ تغتسل بالماء أو تتیمّم إن تعذّر ذٰلک علیھا بشرطہ، إلاّ أنّ أبا حنیفۃ رحمہ اللّٰہ۔۔۔۔

"علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورت خونِ حیض رکنے کے بعداس وقت تک مرد کے لیے حلال نہیں ہوتی، جب تک پانی سے غسل نہ کر لے یا مجبوری کی صورت میں تیمم نہ کر لے، سوائے ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے (وہ غسل کو ضروری خیال نہیں کرتے)۔"(تفسیر ابن کثیر:١/٣٥٠)

معلوم ہوا کہ اس آیت میں (حَتیّ يَطْهُرْنَ) سے مراد"خونِ حیض کا رکنا" اور (فَاِذَا تَطَهَّرْنَ) سے مراد "غسل کرنا "ہے ،جلیل القدر تابعی عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اذا انقطع عنھا الدّم فلایأتیھا حتیّ تطھر، فإذا طھرت فلیأتھا کما أمر اللّٰہ ۔

"جب عورت کا خونِ حیض رک جائے تو بھی غسل کرنے تک اس کا خاوند(جماع کے لیے) اس کے پاس نہ آئے' جب وہ غسل کر چکے، تو حکمِ الٰہی کے مطابق اس سے صحبت کرلے۔"

(مصنف ابن ابی شیبہ:١/٩٦،٩٧، وسندہ، حسن)

عظیم تابعی مجاہد بن جبررحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لا یقربھا زوجھا حتیّ تغتسل ۔

"جب تک وہ (حائضہ) غسل نہ کرے، اس کا خاوند، (بنیتِ جماع)

اس کے قریب نہ جائے۔''
(سنن دارمی:۱۱۱۷، مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۹٦ر وسندہ، صحیح)
امام مکحول تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
لا یغشی الرّجل المرأۃ إذا طھرت من الحیضۃ حتّی تغتسل ۔
''عورت کے حیض سے پاک ہونے کے بعد غسل کرنے سے پہلے مرد جماع نہیں کرسکتا۔'' (مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۹٦، وسندہ، صحیح)
امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے اس بارے میں پوچھا گیا ،تو فرمایا:
لا، حتیّ تغتسل ۔ ''نہیں! غسل سے پہلے(جماع درست نہیں)۔''
(سنن دارمی: ۱۱۲۷، وسندہ، صحیح)
امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ (م۳۲۱ھ) لکھتے ہیں:
ولا نعلم فی ھٰذا التّأویل اختلافاً بین أھل العلم، وانقطاع الدّم لیس بطھرفی نفسہٖ، لأنّھا وإن خرجت بہٖ من الحیض فإنّھا غیر مباح لزوجھا جماعھا وغیر مباح لھا الصّلاۃ والطّواف بالبیت حتیٰ تغتسل بالماء أو تیمّم بالصّعید عند عدم الماءٖ۔۔۔
''ہمارے علم کے مطابق اس تفسیر (تطھّرن سے مراد غسل کرنا ہے) میں اہلِ علم کا کوئی اختلاف نہیں، خون کا رُکنا بذاتِ خود پاکی نہیں ہے، کیونکہ خون رکنے سے وہ حیض سے تو نکل گئی ہے، لیکن خاوند کے لیے اس سے جماع جائز نہیں، اسی طرح نماز اور بیت اللہ کا طواف بھی جائز نہیں، تاآنکہ پانی سے غسل نہ کرلے یا پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم نہ کرلے۔'' (أحکام القرآن للطحاوی: ۱/۱۲۷)
امام ابن المنذررحمہ اللہ (م۳۱۸ھ) رقمطراز ہیں:
والّذی بہٖ أقول ما علیہ جمل أھل العلم، أن لّا یطأ الرّجل زوجتہ، إذا طھرت من المحیض حتیّ تطھر بالماءٖ، واللّہ أعلم ۔
''میرا وہی مذہب ہے، جو تمام اہلِ علم کا ہے کہ مرد اپنی بیوی سے اس وقت تک جماع نہیں کرسکتا، جب تک وہ پانی سے (غسل کر کے) طہارت حاصل نہ کرلے۔''(الأوسط لابن المنذر: ۲/۲۱۵)
کسی صحابی یا تابعی سے اس کے خلاف کچھ ثابت نہیں
سوال نمبر ب اگر نما ز کے وقت میں عورت کو حیض آجائے تو کیا کرے ؟
جواب : نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد عورت نے سستی اور

کاہلی کی وجہ سے نماز کو مؤخر کیا یہاں تک کہ وقت ہی نکل گیا اور پہلے حیض آگیا، توقضائی دے گی، جیسا کہ امام حسن بصری رحمہ اللہ اورامام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إذا حاضت فی وقت صلاۃ، فلیس علیها قضاء تلک الصّلٰوۃ، الاّ أن یکون الوقت قد ذهب ۔

''نماز کے وقت حیض آگیا ، تو اس پر اس نماز کی قضائی نہیں، الاّ یہ کہ (اس کی سستی کی وجہ سے) وہ وقت نکل گیا۔ ''(مصنف ابن ابی شیبۃ:۲/۳۳۹، وسندہ، صحیح)

فائدہ : نماز کا وقت ختم ہونے سے اتنی دیر پہلے حیض سے پاک ہوئی ،جس میں غسل اور نماز ممکن نہ ہو، تو بھی نماز کی قضائی دے گی۔

سوال نمبر پ غروبِ آفتاب سے پہلے یا طلوعِ فجر سے پہلے حیض سے پاک ہوئی تو کیا کرے گی؟

جواب : اگر غروبِ آفتاب سے پہلے حیض سے پاک ہوئی، تو نمازِ عصر اداکرے گی، اگر طلوعِ فجر سے پہلے حیض سے پاک ہوئی، تو اس پر نمازِ عشاء کی ادائیگی نہیں ہے، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر غروبِ آفتاب سے پہلے پاک ہوئی ہے، تووہ ظہر وعصر ادا کرے گی، اگر طلوعِ فجر سے پہلے پاک ہوتی ہے، تو وہ مغرب وعشاء ادا کرے گی، وہ یہ حجت پکڑتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع کیا ہے، جب کسی صورت میں ظہر کاوقت عصر کو شامل ہوگیا اور عصر کا وقت ظہر کو شامل ہوگیا، تو عورت کے عصر کے وقت میں پاک ہونے کی صورت میں بھی اس پر ظہر وعصر دونوں کی ادائیگی ضروری ہو گی، ان کے ردّ وجواب میں حافظ ابن المنذررحمہ اللہ (م ۳۱۸ھ) لکھتے ہیں: الوقت الّذی جمع النّبیّ صلّی اللّہ علیہ وسلم بین الصّلاتین فیہ خلاف الوقت الّذی یبقی من النّهار مقدار ما یصلّی فیہ المرء رکعۃ، لأنّ الوقت الّذی أباحت السّنّۃأن تجمع فیہ بین الصّلاتین هما إذا صلّاهما فی وقتهما کجمعہ بعرفۃ بین الظّهر والعصر، وبالمزدلفۃ بین المغرب والعشائ، وفی غیر موضع من أسفار، وکلّ ذٰلک مباح یجوز الاقتدائ بہ۔

''جس وقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے د ونمازوں کو جمع کیا ہے، اس میں اور غروبِ آفتاب سے پہلے ایک رکعت پڑھنے کے برابر وقت میں کوئی مطابقت نہیں، کیونکہ جس صورت میں

سنت نے جمع بین الصّلاتین کو جائز قرار دیا ہے، وہ یہ ہے کہ دونوں کو ایک کے وقت میں ادا کیاجائے، جیسا کہ عرفات میں ظہرو عصر اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء ،نیز سفر میں ہر جگہ جمع کیا جا سکتا ہے، یہ سب جائز ہے،کیونکہ ایسا کرنے والا رسول ِکریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی وجہ سے سنت کا پیروکار ہے، جبکہ غروبِ آفتاب سے ایک رکعت ادا کرنے کی مقدار پہلے حیض سے پاک ہونے والی عورت کی اور صورت ہے، کیونکہ ایک آدمی ظہرو عصر کو بغیر عذر کے لیٹ کرتا ہے، جب سورج غروب ہونے سے ایک رکعت کی ادائیگی جتنا وقت رہ جاتا ہے، وہ دونوں نمازوں کو جمع کر کے ایک رکعت سورج غروب ہونے سے پہلے اور باقی سات غروب کے بعد پڑھتا ہے، تو تمام اہل ِعلم کے اتفاق سے وہ اللہ تعالیٰ کا نافرمان اور گنہگار ہوگا، جب ایسے ہے، تو دو نمازوں کو جمع کر نے او ر جمع سے ممنوعہ اوقات کو ایک ہی حکم دینا ناجائز ہوا، نیز اہلِ علم کا اجماع ہے کہ حائضہ عورت پر نماز فرض نہیں ،البتہ اس میں اختلاف ہے کہ عصر کے آخری وقت میں پاک ہوگئی، تو کیا کرے گی، نمازعصر کے وجوب پر تو اتفاق ہوگیا اور ظہر کے بارے میں اختلاف رہا، اب اختلاف کی صورت میں بغیر دلیل کے اس عورت پر ظہر کی نماز واجب کہنا ناجائز ہے، نیز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے:

من أدرک رکعۃ من العصر قبل غروب الشّمس فقد أدرک العصر ۔

''جس نے غروبِ آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت بھی پالی، تو اس نے نمازِ عصر پالی۔''

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ صرف عصر کو پانے والی ہے ، ظہر کو نہیں۔''

(الأوسط لابن المنذر: ۲/۲٤٤۔۲٤۵)

★★ ★★ ★★

اذان اور اقامت کے درمیان قبولیت ِ دعا

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

الدعوۃ لا ترد بین الاذان والاقامۃ ، فادعوا ۔

''اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں ہوتی ، لٰذا (اس وقت میں)دعا کرو !''

(مسند الامام احمد : ۳/۲۲۵، وسندہ، صحیح)

اس حدیث کو امام ابنِ خزیمہ رحمہ اللہ(٤٢٧)اور امام الضیاء المقدسی (١٥٦٣)نے ''صحیح'' کہا ہے ۔

★★□□□□□□□□□□□□□★★□□□□□□□□□□□□□★★